Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون ۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم ہفتہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۳۰ پیسے

جلد ۶۴/۲۹ | ۱۵ رجب ۱۳۹۵ھ ۔ ۲۶ وفا ۱۳۵۴ہش ۔ ۲۶ جولائی ۱۹۷۵ء | نمبر ۱۷۰

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۲۶۔ وفا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج صبح کی اطلاع یہ ہے کہ:۔

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمدللہ

احباب التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت و عافیت سے رکھے اور حضور کی عمر میں غیر معمولی برکت عطا فرمائے۔

ربوہ ۲۶۔ وفا۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی نے آج صبح صحت کے متعلق دریافت کرنے پر فرمایا:۔

کمر میں درد کی تکلیف ہے

احبابِ جماعت توجہ کے ساتھ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ ممدوحہ مدظلہا کو اپنے فضل سے کامل شفا عطا فرمائے اور تادیر سلامت رکھے۔ آمین

ربوہ ۲۵۔ وفا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ قریباً پونے چار ماہ کے طویل عرصہ کے بعد آج پہلی مرتبہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بنفسِ نفیس نمازِ جمعہ پڑھانے کے لئے مسجد اقصیٰ میں تشریف لائے۔ اس تمام صبر آزما مدت میں اہلِ ربوہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی علالتِ طبع کی وجہ سے حضور کے زندگی بخش اور بصیرت افروز خطبات سُننے سے محروم رہے اور اس محرومی کو بہ شدّت محسوس کرتے رہے۔ آج جونہی حضور مسجد اقصیٰ میں تشریف لائے اور حضور کی آواز کانوں میں پڑی تمام حاضرین کے قلوب خوشی اور مسرت سے بھر گئے اور وہ بے اختیار الحمد للہ الحمد للہ پکار اُٹھے اور زیرِ لب حضور کی صحت و عافیت اور درازیٔ عمر کے لئے دعائیں کرنے لگے۔

حضور نے اپنے بصیرت افروز خطبہ جمعہ میں پہلے اپنی لمبی اور مسلسل علالت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اس علالت کے دوران ایک وقت ایسا بھی آیا جبکہ بیماری نے تشویشناک رُخ اختیار کر لیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے غیر معمولی فضل و احسان سے ہماری دعاؤں کو سُنا اور اسی تشویش سے نجات عطا فرمائی۔

حضور نے بتایا کہ پہلے دو بار انفلوئنزا کا حملہ ہوا پھر بہ یک وقت تین بیماریاں نمودار ہو گئیں یعنی شکر کا نظام بگڑ گیا، بلڈ پریشر بہت بڑھ گیا اور گردوں میں انفیکشن ہو گئی۔ بلڈ پریشر بڑھ جانے پر تو ڈاکٹروں کو بہت ہی فکر ہوئی مگر مجھے اللہ تعالیٰ نے دعا کی خاص توفیق بخشی۔ خدا کی شان ہے کہ ایک ہفتہ کے اندر ہی بلڈ پریشر معمول پر آگیا۔ شکر کا نظام بھی جلد درست ہو گیا۔ ویسے ابھی طبیعت پوری طرح ٹھیک نہیں ہے کمزوری بھی خاصی ہے۔ دوست صحتِ کاملہ کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔

علالتِ طبع کا ذکر کرنے کے بعد حضور نے قرآن مجید کی آیت واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرّقوا ... لعلکم تھتدون اور اس کے بعد کی

(باقی صلا پر)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اُٹھو! اور ایمان کو ڈھونڈو کہ ایمان کا ایک ذرّہ فلسفہ کے ہزار دفتر سے بہتر ہے

ایمان رضائے الٰہی کا وسیلہ، مراتبِ قرب کا زینہ اور گناہوں کو دھونے کے لئے ایک چشمہ ہے

"بھائیو! یقیناً سمجھو کہ نجات ایمان سے وابستہ ہے اور ایمان امورِ مخفیہ سے وابستہ ہے۔ اگر حقائق اشیاء مستور نہ ہوتیں تو ایمان نہ ہوتا اور اگر ایمان نہ ہوتا تو نجات کا کوئی ذریعہ نہ ہوتا۔ ایمان ہی ہے جو رضائے الٰہی کا وسیلہ مراتبِ قرب کا زینہ اور گناہوں کے زنگ دھونے کے لئے ایک چشمہ ہے ہمیں خدا تعالیٰ کی طرف حاجت ہے اس کا ثبوت ایمان ہی کے ذریعہ سے ملتا ہے کیونکہ ہم اپنی نجات کے لئے اور ہر ایک دُکھ سے راحت پانے کے لئے خدا تعالیٰ کے محتاج ہیں اور راہِ نجات صرف ایمان سے ہی ملتی ہے۔ ... ایمان ہی سے پتہ لگتا ہے کہ خدا ہے۔ خدا فلسفیوں سے پوشیدہ رہا اور حکیموں کو اس کا کچھ پتہ نہ لگا مگر ایمان ایک عاجز دلق پوش کو خدا تعالیٰ سے ملا دیتا ہے اور اس سے باتیں کرا دیتا ہے اور مومن اور محبوبِ حقیقی میں قوتِ ایمانی دلالہ ہے یہ قوت ایک مسکین ذلیل خوار مردود خلائق کو قصرِ مقدس تک جو عرش اللہ ہے پہنچا دیتی ہے اور تمام پردوں کو اُٹھاتی اور دل آرام ازلی کا چہرہ دکھا دیتی ہے سو اُٹھو! ایمان کو ڈھونڈو اور فلسفہ کے خشک اور بے سُود ورقوں کو جلاؤ کہ ایمان سے تم کو برکتیں ملیں گی۔ ایمان کا ایک ذرّہ فلسفہ کے ہزار دفتر سے بہتر ہے۔ ایمان سے صرف آخری نجات نہیں بلکہ ایمان دُنیا کے عذابوں اور لعنتوں سے بھی چھڑا دیتا ہے اور رُوح کے تحلیل کرنے والے غموں سے ہم ایمان ہی کی برکت سے نجات پاتے ہیں ... کوئی ایسی دولت نہیں جیسا کہ ایمان۔ دُنیا میں ہر یک ماتم زدہ ہے مگر ایمان دار دُنیا میں ہر یک سوزش اور فرقت اور جلن میں گرفتار ہے مگر مومن۔

اے ایمان! کیا ہی تیرے ثمرات شیریں ہیں، کیا ہی تیرے پھول خوشبودار ہیں۔ سبحان اللہ! کیا عجیب تجھ میں برکتیں ہیں، کیا ہی خوش نُور تجھ میں چمک رہے ہیں۔ کوئی ثریّا تک پہنچ نہیں سکتا مگر وہی جس میں تیری کششیں ہوں خدا تعالیٰ کو یہی پسند آیا کہ اب تُو آوے اور فلسفہ جاوے ولا رادّ لفضلہ۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۲۷۳)

پبلشر: مسعود احمد ۔ پرنٹر: سید عبدالحی ۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ ربوہ
الفضل
مورخہ ۲۶ وفا ۱۳۵۴ھش
۲۶ جولائی ۱۹۷۵ء

ابتلاؤں کے اوقات کے لمبا ہونے میں پوشیدہ حکمتیں

ہم سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پُر معارف تحریرات کی رُو سے اِس امر پر تفصیل سے روشنی ڈال چکے ہیں کہ بسا اوقات دُعا اور اس کی قبولیت کے زمانہ کے درمیانی اوقات میں بھی مومنوں پر ایک ابتلاء کے بعد دُوسرا ابتلاء آتا ہے۔ یکے بعد دیگرے ان ابتلاؤں کے آنے میں بھی اللہ تعالیٰ کی بہت سی حکمتیں اور مصلحتیں پوشیدہ ہوتی ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دُعا اور زمانۂ قبولیت کے درمیانی اوقات میں آنے والے ابتلاؤں میں پوشیدہ حکمتوں پر بھی بہت وجد آفریں انداز میں روشنی ڈالی ہے۔ فی الوقت اِن حکمتوں میں سے بعض حکمتوں کو واضح کرنا ہمارے مدِ نظر ہے۔

اِن حکمتوں سے قطع نظر جہاں تک مومنوں کا تعلق ہے وہ دُعا اور اس کی قبولیت کے درمیانی زمانہ میں آنے والے ابتلاؤں سے قطعاً ہراساں نہیں ہوتے۔ انہیں اپنے خدا پر توکّل ہوتا ہے اور وہ اِس یقین پر قائم ہوتے ہیں کہ ان کا صادق الوعد خدا انہیں کبھی ضائع نہیں ہونے دے گا، وہ اپنے وعدہ کے مطابق انہیں اپنی غیر معمولی تائید و نصرت سے ضرور نوازے گا اور غلبۂ حق کا جو عظیم کام اس نے ان کے سپرد کیا ہے انہیں اس میں کامیاب کر دکھائے گا۔ اِس لئے وہ ابتلاؤں کے وارد ہونے پر ہراساں یا پریشان ہوئے بغیر متضرعانہ دُعاؤں میں لگے رہتے ہیں اور درمیانی عرصہ میں جو مصائب انہیں پیش آتے ہیں انہیں کسی قسم کا شکوہ زبان پر لائے بغیر کمالِ صبر و استقامت سے برداشت کرتے چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ ان کی اِس کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"غرض ایسا ہوتا ہے کہ دُعا اور اُس کی قبولیت کے زمانہ کے درمیانی اوقات میں بسا اوقات ابتلاء پر ابتلاء آتے ہیں اور ایسے ایسے ابتلاء بھی آجاتے ہیں جو کمر توڑ دیتے ہیں۔ مگر مستقل مزاج سعید الفطرت ان ابتلاؤں اور مشکلات میں بھی اپنے ربّ کی عنایتوں کی خوشبو سونگھتا ہے اور فراست کی نظر سے دیکھتا ہے کہ اس کے بعد نصرت آتی ہے۔"

(ملفوظات فرمودہ ۱۵ جنوری ۱۹۰۳ء بحوالہ ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۴۳۴، ۴۳۵)

دُعاؤں اور ان کی قبولیت کی بشارتوں کے باوجود درمیانی عرصہ میں پیش آنے والے نت نئے ابتلاؤں کے دوران حقیقی مومنوں کے طرزِ عمل کو واضح کرنے کے علاوہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِن ابتلاؤں کی حکمتوں کو بھی بڑے ہی وجد آفریں انداز میں واضح فرمایا۔ ان میں سے ایک حکمت حضور علیہ السلام نے یہ بیان فرمائی تاکہ مومنوں پر سوز و گداز اور اضطرار و اضطراب کی وہ کیفیت طاری ہو جسے اللہ تعالیٰ نے دُعاؤں کی قبولیت کی ایک خاص علامت قرار دیا ہے اور تا جب ہر طرح سے بے بس اور لاچار ہونے کے بعد خدا تعالیٰ کی نصرت آئے تو اُنکے دلوں میں اس کی قدر کا صحیح جذبہ پیدا ہو اور وہ ایمان و یقین میں اَور زیادہ پختہ ہو کر اس کا شکر بجالائیں۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

"اِن ابتلاؤں کے آنے میں ایک سِرّ یہ بھی ہوتا ہے کہ دعا کے لئے جوش بڑھتا ہے کیونکہ جس جس قدر اضطرار اور اضطراب بڑھتا جاوے گا اُسی قدر رُوح میں گدازش ہوتی جاوے گی اور یہ دُعا کی قبولیت کے اسباب میں سے ہیں۔ پس کبھی گھبرانا نہیں چاہیئے اور بے صبری اور بے قراری سے اپنے اللہ پر بدظن نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ کبھی بھی خیال کرنا نہ چاہیئے کہ میری دُعا قبول نہ ہوگی یا نہیں ہوتی۔ ایسا وہم اللہ تعالیٰ کی اِس صفت سے انکار ہو جاتا ہے کہ وہ دعائیں قبول فرمانے والا ہے۔"

(ایضاً بحوالہ ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۴۳۵)

پھر بعض اوقات ابتلاؤں کے اوقات لمبے ہو جانے کی ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ مومن بہرحال انسان ہوتے ہیں، ان میں سے بعض اپنی سمجھ اور دانست کے مطابق اِس رنگ میں اللہ تعالیٰ کی نصرت کے طالب ہوتے ہیں کہ جو خود مومنوں کے لئے چنداں مفید نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ ابتلاؤں کے اوقات کو لمبا کر کے انہیں موقع دیتا ہے کہ وہ رضاء بالقضاء کا نمونہ دکھائیں یعنی جس چیز کو خدا تعالیٰ ان کے حق میں بہتر سمجھتا ہے اُسی پر وہ راضی ہوں اور اِس طرح اپنی نیک خواہشات کو خدائی تقدیر سے ہم آہنگ بنائیں اور جس رنگ اور جس طور پر خدا تعالیٰ ان کی دُعاؤں کو قبول کرے اُسے ہی وہ اپنے حق میں بہتر سمجھیں اور اِس یقین پر قائم ہو جائیں کہ کامیابی اِسی راہ سے آئے گی نہ کسی اَور راہ سے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ابتلاؤں کے اوقات کے لمبا ہونے کی اِس حکمت کو ایک مثال کے ذریعہ واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان ایک امر کے لئے دعا کرتا ہے مگر وہ اس کی ناواقفی اور نادانی کا نتیجہ ہوتی ہے یعنی ایسا امر خدا تعالیٰ سے چاہتا ہے جو اس کے لئے کسی صورت سے مفید اور نافع نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دُعا کو ردّ تو نہیں کرتا لیکن کسی اَور صورت میں پُورا کر دیتا ہے۔ مثلاً ایک زمیندار جس کو ہَل چلانے کے لئے بیل کی ضرورت ہے، وہ بادشاہ سے جاکر ایک اُونٹ کا سوال کرے اور بادشاہ جانتا ہے کہ اس کو دراصل بیل دینا مفید ہوگا اور وہ حکم دیدے کہ اس کو ایک بیل دیدو، وہ زمیندار اپنی بیوقوفی سے کہہ دے کہ میری درخواست منظور نہیں ہوئی تو اُس کی حماقت اور نادانی ہے۔ لیکن اگر غور کرے تو اُس کے لئے یہی بہتر تھا۔۔۔۔ غرض بعض اوقات دُعا کی قبولیت کے متعلق ایسے امور بھی پیش آتے ہیں۔ جو لوگ بے صبری اور بدظنی سے کام لیتے ہیں وہ اپنی دعا کو ردّ کرا لیتے ہیں۔" (ایضاً)

الغرض ابتلاؤں کے اوقات کے لمبا ہو جانے میں اللہ تعالیٰ کی بہت سی حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں۔ مومنوں کا فرض یہ ہوتا ہے کہ وہ صبر اور استقلال سے دعاؤں میں لگے رہیں اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہم آہنگ بنانے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھیں اور اِس طرح رضاء بالقضاء کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کریں۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ خدائی تائید آئے گی اور ضرور آئے گی یہاں تک کہ ہر قسم کے ابتلاء دُور ہو کر مومنوں کو ہر لحاظ سے کامیاب اور فائز المرام کر دکھائیں گے۔

قصۂ دلنشین

آنکھ ہو تو کم نہیں سامانِ دید — مردِ مومن کیلئے دائم ہے عید
دل کے آئینے میں ہے تصویرِ یار — ذاتِ حق اقرب ہے "مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْد"
"اِسْمَعُوْا صَوْتَ السَّمَاءِ جَاءَ الْمَسِيْح" — دَورِ مہدیٔ زماں ہم دَر رسید
مانگتا ہے عشق کچھ قربانیاں — تو اگر رکھتا ہے شوقِ بازدید
مال و زر، لعل و گہر، دِل اور جان — راہِ حق میں خرچ کر، رجلِ الرشید
اُڑتے جاتے ہیں پلک میں ماہ و سال — کاہلی ہے مردِ مومن سے بعید!
"لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا" — یاد رکھ اِرشادِ قرآنِ مجید!
نقد ہے مومن نے جو وعدہ[1] کیا — دِید ہوتا ہے اگرچہ ہے شنید
جاوداں ہیں! باقیاتُ الصّٰلِحٰت — جو عمل ہیں دین و دُنیا میں مفید

رازِ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْم
دلنشیں ہے قصۂ "وقفِ جدید"

[1] عِدَةُ الْمُؤْمِنِ كَاَخْذِ الْكَفِّ : (حدیث)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقعہ صلیب کے بعد حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کہاں فوت ہوئے

دو اہم سوالوں کے جوابات

مکرم شیخ عبدالقادر صاحب ۲۱۵ رستم پارک نواں کوٹ لاہور

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام صلیبی حادثہ سے بچائے گئے۔ بلاد شرقیہ میں ہجرت فرما ہوئے اور ایک سو بیس ۱۲۰ سال کی عمر میں کشمیر میں فوت ہوئے اس عظیم الشان انکشاف کے بارہ میں ایک اہم سوال ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام ایسی جگہ گئے کہ حواریوں کو بھی اس جگہ کا پتہ نہیں تھا۔ کیا حواری جانتے تھے کہ وہ کشمیر میں ہیں؟ قرون اولیٰ کے آبائے کلیسیا کو بھی پتہ نہ چلا کہ ہمارے آقا کا انجام کیا ہوا؟ اس اہم سوال کا جواب یہ ہے کہ نصاریٰ کو حواریوں کے انجام کا ہی پتہ نہیں کہ کہاں گئے؟ کس سرزمین میں وہ آسودہ ہیں۔ اندریں صورت سوال کی صورت یہ ہو جاتی ہے کہ پہلے حواریوں کے انجام کے متعلق بتایا جائے کہ وہ کہاں ہیں؟

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام "رَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ" تھے بنی اسرائیل کے اسباط عشرہ کا آج تک فیصلہ نہیں ہو پایا کہ کہاں آباد ہوئے پہلے "گم شدہ بھیڑوں" کا پتہ بتایا جائے۔ پھر ان کے چرواہان کا سراغ مل جائے گا۔

- اگر بنی اسرائیل کے اسباط عشرہ گم ہو سکتے ہیں تو ان کا چرواہا بآسانی کیسے مل جائے گا۔
- اگر بیشتر حواریوں کے انجام کے متعلق ہم کچھ نہیں جانتے تو ان کے آقا کا پتہ لگانا کوئی معمولی بات نہیں۔
- اگر حضرت مریم کے مرقد سے عیسائی دنیا بے خبر ہے تو ابن مریم کی قبر کا ملنا سوائے خدائی راہ نمائی کے کیسے ممکن تھا۔؟

(۱)

پطرس بلاد شرقیہ میں فوت ہوئے یا روم میں شہید ہوئے؟ یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتے پطرس کے انجام کے بارہ میں انجیل خاموش ہے ان کی آخری منزل روم تھی یا بابل؟ روایت بابل بتاتی ہے۔ انجیل میں بابل کا ذکر ہے پھر آگے کہاں گئے کچھ پتہ نہیں۔ روم والی روایت غلط ثابت ہو چکی ہے۔ انجیل میں ایک معنی خیز اشارہ ہے۔ پطرس اور حضرت مسیح علیہ السلام کا مکالمہ درج ہے

"شمعون پطرس نے اس سے کہا اے خداوند تو کہاں جاتا ہے؟ یسوع نے جواب دیا کہ جہاں میں جاتا ہوں اب تو تو میرے پیچھے نہیں آ سکتا مگر بعد میں میرے پیچھے آئے گا۔"

(یوحنا ۱۳/۳۶)

پطرس کے سپرد یہ کام ہوا۔

"تو میری چھوٹی بھیڑوں کی گلہ بانی کر تو میرے برّے چرا۔"

(یوحنا ۲۱/۱۶)

حواریوں کے سپرد یہ کام ہوا۔

ان بارہ کو یسوع نے بھیجا۔ اور ان کو حکم دے کر کہا۔ کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا۔۔۔ بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔

(متی ۱۰/ ۵ و ۶)

خط پطرس میں ہے کہ پطرس بابل پہنچے ظاہر ہے کہ پطرس بابل میں یہودی اسباط کے پاس گئے تھے۔ حضرت مسیحؑ کے نقش قدم پر انہوں نے سفر کیا۔ بابل میں حضرت مسیح علیہ السلام سے ان کی ملاقات ہوئی؟ اس بارہ میں خط پطرس میں ایک اشارہ ہے جسے آج تک کوئی سمجھ نہیں سکا۔ علماء بابل نے اسے نقطہ "تاریک" کا نام دیا ہے۔ لکھا ہے کہ حضرت مسیح صلیبی واقعہ کے بعد حیات نو پا کر روانہ ہوئے اور نوح کے زمانہ کی قیدی روحوں میں منادی کے لئے گئے

(پطرس ۱۔ ۳/۱۸)

بحوالہ "عقدہ لا ینحل" ہے مکتوب کے آخر میں ایک برگزیدہ خاتون کا ذکر ہے کہ وہ بابل سے سلام بھیجتی ہے۔

پطرس کا روحانی فرزند مرقس بھی اس سفر میں ہمراہ ہے۔ ان اشارات سے ایک نتیجہ نکلتا ہے کہ نوح علیہ السلام کے علاقہ میں حضرت مسیح علیہ السلام گئے حضرت مریم بھی ان کے ہمراہ تھیں انجیل کے یونانی متن کا تحت اللفظ ترجمہ درج ذیل ہے:۔

The (woman) in Babylon jointly chosen (woman)
I Peter 5:13
(The Kingdom Interlinear Translation)

قرائن بتاتے ہیں کہ

حضرت مسیح اور ان کی والدہ جب بابل میں پہنچے۔ تو پطرس مرقس کو ساتھ لے کر ان کے پیچھے گیا۔ یہاں حضرت مسیح نے اپنی چھوٹی بھیڑوں کی گلہ بانی اس کے سپرد کی۔ اور وہ خود گمشدہ فرقوں کی تلاش میں روانہ ہو گئے۔

(۲)

مرقس نے اپنی انجیل میں صلیبی حادثہ کے بعد کے واقعات بھی لکھے تھے۔ لیکن انجیل کا دوسرا حصہ رومی حکومت کے خوف سے منظر عام پر نہیں آیا۔ جان بوجھ کر چھپا لیا گیا[1]۔ یوں ایک نامکمل فقرہ "ڈر اور خوف" پر انجیل مرقس ختم ہو گئی۔ دوسری صدی میں ایک تتمہ شامل کیا گیا جس میں صعود مسیح کا ذکر ہے۔ یہ الحاقی ثابت ہو چکا ہے۔ نئے تراجم میں اسے متن سے نکال کر حاشیہ پر دے دیا گیا۔ بعض نسخوں میں ایک مختصر تتمہ ملتا ہے۔

یونان کے ایک جزیرہ ایتھاس سے انجیل مرقس کا ایک نادر نسخہ ملا جس میں طویل خاتمہ (موجودہ آخری بارہ آیات) کے بعد مختصر تتمہ درج ہے۔ لکھا ہے کہ صلیبی حادثہ کے بعد حضرت مسیح خود بنفس نفیس مشرق میں ظہور فرما ہوئے اور مغرب میں ان کی تعلیم کی منادی، شاگردوں کے سپرد ہوئی۔ یہ ترجمہ مشہور سکالر سی آر گریگوری نے کیا ہے۔[2]

اس تتمہ سے بھی بابل والے نظریہ کی تصدیق ہوتی ہے

مریم، ابن مریم، پطرس اور مرقس منزل یعنی بابل میں اکٹھا ہوئے اور تبلیغی پروگرام بنایا گیا۔ ظاہر ہے کہ پطرس حضرت مسیح علیہ السلام کے بلاد شرقیہ کے مشن سے واقف تھے۔

(۳)

متی حواری کے متعلق ایک قدیم انجیلی کتاب "اعمال یوحنا" میں لکھا ہے۔

Mathew Telling of his visit to the land of Promise where the Lost Tribes dwell

(اپوکریفل نیو ٹسٹامنٹ از ایم۔ آر۔ جیمس)

متی نے بتایا کہ میں ارض موعودہ میں پہنچا جہاں اسباط عشرہ بسے ہوئے تھے۔ یہ کونسی سرزمین ہے۔ متی کہاں گئے تھے؟ یہ ایک راز ہے۔ اسباط عشرہ جہاں مستقل طور پر بس گئے اُسے "ارض موعود" کہا گیا ہے۔ یہ امر قابل غور ہے۔

(۴)

توما ہندوستان میں حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ تھے قرون اولیٰ کی کتاب "اعمال توما" کے اشارات سے یہ معلوم ہوتا ہے "اعمال توما" میں مندرج سریانی نظم بھی یہی بتاتی ہے۔ پہلی صدی کے فلاسفر (APALONIUS) اپالونی ایس کی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کے جو حالات منسوب ہوئے۔ ان میں یہی ہے کہ "ٹامس" اپنے آقا کے ہمراہ ہندوستان میں گئے۔

(۵)

پہلی صدی کی روایت ہے کہ حضرت مریم ایشیا میں ہجرت کر گئیں۔ ایشیا سے مراد ایشیائے کوچک لے لیا گیا لیکن وہاں حضرت مریم کا سراغ نہ ملا۔

چوتھی صدی میں مقدس ایپی فینی اس (EPIPHANIUS) لکھتا ہے۔

"مکاشفات میں ہے کہ خاتون مبارک پر ابلیس فائق نہیں ہو سکا۔ وہ بیابان میں بھاگ گئی۔ ممکن ہے

---

[1] پیکس کونٹری ۱۹۶۳ء مرقس ۱۶/۸ پر نوٹ ملاحظہ ہو
[2] Canon and Text of the New Testament C.R. Gregory P.511

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ بیان مریم کی ذات میں
پیار یہ تکمیل پہنچا ہے"

یہ تفسیر صحیح ہے یا غلط، اس سے یہ تو ثابت ہے کہ قرون اولیٰ میں ہجرت کی روایت موجود تھی۔

اسی بیان میں مقدس "ایپیفنی اُس" نے اس روایت کا بھی ذکر کیا ہے کہ "مریم" یوحنا حواری کے ہمراہ ایشیا چلی گئی تھیں" (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ "دی لیک آف بیرکلے" (از ہنری دانیال ۱۳۶-۱۳۵)

حزقی ایل نبی کے صحیفہ کا وہ حصہ جو کہ تیسری صدی قبل مسیح میں مرتب ہوا اس میں لکھا ہے:۔

"میری بھیڑیں تمام پہاڑوں
اور سب اونچے پہاڑیوں پر
آوارہ ہو گئیں۔ اور میرے گلے
تمام روئے زمین پر پراگندہ
ہو گئے۔ ۔ ۔ ۔ میں
ان کے لئے ایک ہی چوپان
مقرر کروں گا۔ جو ان کو چرائیگا
یعنی اپنے بندے داؤد کو جو
اُن کا چوپان ہوگا"

(۳۴/۶-۲۳)

حضرت مسیح علیہ السلام کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مشن اس پیشگوئی کو پورا کرنا تھا۔

"میری اور بھی بھیڑیں ہیں۔ جو اس
بھیڑ خانے کی نہیں ضرور ہے
کہ میں انہیں بھی لاؤں۔ اور
وہ میری آواز سنیں گی۔ اور ایک
ہی گلہ اور ایک ہی چوپان ہوگا

(یوحنا ۱۰/۱۶)

گویا حضرت مسیح کے لئے ضروری تھا کہ وہ بلند ترین پہاڑوں پر جائیں اور وہاں اپنے گلے کی رہنمائی کریں۔

حزقی ایل کے صحیفہ سے لیکر انجیلی بیان تک ایک تسلسل ہے۔ جس کے پیش نظر ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضرت مسیح کے لئے دنیا کے ان مرتفع مقامات پر جانا ضروری تھا جہاں اسباط بنی اسرائیل آباد ہو گئے تھے۔

(۶)

دوسری صدی کی کتاب "اعمال توما" میں ایک سریانی نظم ہے اس نظم کا مضمون یہ ہے کہ دور مشرق میں ایک مرتفع مقام ہے جہاں بادشاہوں کے بادشاہ "قانون مشرق" اور ثانوی درجے پر ایک بھائی کی روحانی حکومت ہے۔ اس جگہ کو ورخان کے مقامات مرتفع کا نام دیا گیا۔ ورخان کے معنے ساکا زبان میں سرسبز و شاداب جگہ کے ہیں۔ علماء کہتے ہیں کہ یہ نظم ایک خوبصورت استعارہ ہے۔

بادشاہوں کے بادشاہ سے
مراد "باپ" ہے۔ قانون
مشرق سے مراد "ماں" اور
ثانوی درجے کے فرستادہ
سے مراد زندہ خدا کا بیٹا
ہے۔

GNOSTICISM BY
GRANT—P. 112
THE APOCRYPHAL
NEW TESTAMENT BY
M.R. JAMES—P. 114

یہ نظم کلیسائے ایڈیسہ کے ادبیات عالیہ میں شامل ہے دوسری صدی میں لکھی گئی۔ گویا سریانی کلیسیا والے جانتے تھے کہ حضرت مسیح علیہ السلام دور مشرق میں ایک مرتفع مقام پر فروکش ہیں۔

(۷)

حضرت مسیح علیہ السلام کا کشف گم شدہ انجیل عبرانیہ میں درج تھا۔ یہ انجیل چرچ کے احتساب کی نذر ہو گئی۔ لیکن اس کا ایک اقتباس آبائے کلیسیا کی کتابوں میں محفوظ ہو گیا۔ اس کشف سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیحؑ نے موت کے غار سے نکل کر کسی اونچے پہاڑ پر فروکش ہونا ہے اقتباس یہ ہے۔

"ابھی میری ماں روح القدس
نے مجھے سر کے بالوں میں سے
ایک بال سے پکڑا اور ایک عظیم
پہاڑ طبور پر جاکر رکھ دیا"

ظاہر ہے کہ یہ ایک کشفی نظارہ ہے۔

طبور گلیل کا ایک پہاڑ ہے۔ لیکن چونکہ یہ ایک کشف ہے۔ یہاں طبور کا لفظ تعبیر طلب ہے۔ طبور کے معنے عبرانی میں "بلند مقام" کے ہیں۔ تعبیر یہ ہے کہ جب فرستادہ خدا موت کے دلدل میں سر کے بالوں تک دھنس جائے گا جب زندگی اور موت میں سرِ مو فرق ہوگا تو اس وقت اسے سر کے ایک بال سے پکڑ کر باہر نکالا جائے گا اور بالآخر ایک بلند مقام پر پناہ ملے گی۔

قرنِ اول کی سریانی مناجات میں بھی اس کشف کی طرف اشارہ اور مذکورہ تعبیر کا ذکر ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام گویا ہیں۔

"میں موت کے ساتھ اس کے
گہراؤ میں پاتال تک اُتر گیا
لیکن میرے پاؤں اور سر کو
اس نے چھوڑ دیا۔ (نظم ۴۲)

میں نے خدا کے روح پر ٹیک
لگائی اور اس نے مجھے اوپر
اٹھا لیا اور خداوند کی اونچی
جگہ پر لے جاکر مجھے اپنے
قدموں پر کھڑا کر دیا۔ ۔ ۔
اس کی روح ملکوت نے
مجھے پورے طور پر بسایا
(نظم ۳۶)

قرنِ اول کے آخر میں مکاشفہ عزرا کے نام سے ایک کتاب مرتب ہوئی اس میں لکھا ہے کہ آنے والا مسیحا دس گمشدہ فرقوں کو جمع کرتا ہے وہ ایک کشادہ پہاڑ (نئے یروشلم) پر بیٹھ گیا۔ اس طرح دشمنوں سے بچ گیا۔
(عزرا چہارم باب)

ان حوالوں سے ظاہر ہے کہ آنیوالے مسیح کے لئے مقدر تھا کہ وہ ایک بلند پہاڑ پر نیا یروشلم بنائے اور اس طرح کھوئی ہوئی بھیڑوں کا پاسبانِ اعظم بن جائے۔

یہی مضمون ہے جو کہ قرآن حکیم میں وَآوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ میں بیان ہوا ہے۔ اس آیہ مبارکہ کے تاریخی حقائق اب منظر عام پر آرہے ہیں۔ (باقی)

۱؎ پطرس ۱ ۵/۹

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب مرحوم کا ذکر خیر

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب مرحوم تقسیم ملک کے بعد امرتسر سے ہجرت کر کے اوکاڑہ میں آباد ہوئے طبیعت میں بہت عاجزی اور انکساری تھی۔ ہمیشہ فرمایا کرتے کہ دعا فرمائیں۔ کہ خداوند کریم انجام بخیر فرمائے۔

اوکاڑہ میں آپکو (شورہ کوٹھی) نامی جگہ الاٹ ہوئی۔ جس کا نام بعد میں مصطفیٰ پارک رکھا گیا۔ اور مصطفیٰ پارک میں زیادہ سے زیادہ احمدی احباب کو آباد کیا۔ عیدین کے لئے اپنی کوٹھی کے لان کو مخصوص کر دیا اور ہمیشہ عیدین کی نمازیں ان کی کوٹھی کے لان میں ادا کی جاتی تھیں۔ بعد میں اپنی کوٹھی سے ملحق ہزار روپیہ کی زمین میں عیدگاہ تعمیر کر کے صدر انجمن احمدیہ کے نام رجسٹرڈ کروا دی۔

نماز با جماعت ادا کرنے کے عادی تھے۔ آخری عمر میں جب ریڑھ کی ہڈی کی خرابی کی وجہ سے کھڑے نہ ہو سکتے تھے تو آپ کرسی پر بیٹھ کر ہی نماز با جماعت ادا کرتے۔ جمعہ کے روز عصر کی نماز سے مغرب کی نماز تک ہمیشہ درود شریف میں مصروف رہتے اور ہمیشہ فرمایا کرتے کہ میں نے کثرت درود شریف سے دینی اور دنیاوی ترقیاں حاصل کی۔

خلافت سے محبت اور وابستگی خلافت سے بہت محبت اور وابستگی تھی۔ ہمیشہ جماعت کی ترقی اسلام کی ترقی کے لئے دعائیں فرماتے رہتے۔

مہمانوں سے محبت اور اخلاص سے پیش آتے اس کی خاطر مدارت کرتے۔ بڑے ہر دلعزیز تھے ہر شخص یہی سمجھتا کہ ان کا اس سے سب سے زیادہ تعلق ہے۔ جیب میں دس روپیہ دو روپیہ کے نوٹ رکھتے اور جو بھی حاجتمند آتا بڑی خاموشی سے جیب سے رقم نکال کر دیتے۔ اور کسی حاجتمند کو خالی ہاتھ نہ لوٹاتے۔ آپ کی وفات ۱۷ مارچ ۱۹۷۶ء کو ہوئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جنازہ میں غیر از جماعت احباب نے بھی شرکت فرمائی موصی تھے اور اپنا حصہ جائیداد زندگی میں ہی ادا فرما دیا تھا۔

آپ نے اپنی اولاد کی تربیت بہت عمدہ طریقہ سے کی اور دو صاحبزادے اس وقت حیات ہیں۔ ڈاکٹر احمد مصطفیٰ صاحب اور ڈاکٹر کامل مصطفیٰ صاحب۔ ڈاکٹر کامل مصطفیٰ صاحب امریکہ میں ہیں۔

جنازہ اسی روز ربوہ پہنچایا گیا۔ اور حضور کے ارشاد کے مطابق نماز جنازہ قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری نے پڑھائی۔ دعا ہے کہ خداوند کریم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اپنی نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

(مسعود احمد باجوہ)

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی
اور تزکیۂ نفوس کرتی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مساجد فنڈ میں حصہ لینے والے مخلصین

مساجد فنڈ میں حصہ لینے والے مخلصین کے اسماء گرامی بغرض دعا ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں:۔ (وکیل المال تحریک جدید)

(۱)	مکرم فتح محمد خان صاحب دارالنصر	ربوہ	۱۰/-
(۲)	" مولوی بشیر احمد صاحب شمس	"	۱۰/-
(۳)	محترمہ امۃ الحی صاحبہ سمن آباد	لاہور	۲۰/-
(۴)	محترم مولانا ابوالعطاء صاحب	ربوہ	۱۵/-
(۵)	مکرم رانا مبارک احمد صاحب ایس۔ڈی۔او بہاولپور		۲۰/-
(۶)	کارکنان شیزان لمیٹڈ	لاہور	۱۰۰/-
(۷)	مکرم محمد اکرم صاحب	عزیز آباد کراچی	۲۰/-
(۸)	" مبشر ناصر احمد صاحب	دستگیر سوسائٹی "	۳۰/-
(۹)	" ڈاکٹر سلطان احمد صاحب مجاہد۔ چک چٹھہ ضلع گوجرانوالہ		۲/-
(۱۰)	محترمہ عائشہ بیگم صاحبہ۔	ناظم آباد کراچی	۲۰/-
(۱۱)	مکرم سردار بشیر احمد صاحب انجنیئر	ربوہ	۱۰/-
(۱۲)	" عطاء الرحمن صاحب	مری روڈ۔ راولپنڈی	۵۰/-
(۱۳)	" بشیر احمد صاحب اکونٹنٹ۔ پاکستان فارسٹ کالج۔ پشاور		۲۰/-
(۱۴)	" حافظ مبین الحق صاحب شمس۔ پائین بکڈپو۔ ربوہ		۱۰/-

تجاویز شوریٰ خدام الاحمدیہ

قائدین مجالس سے درخواست ہے کہ شوریٰ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے لئے تجاویز جلد بھجوائیں۔ شوریٰ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے اجتماع کے موقع پر ہوگی۔

(معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

ضروری اعلان برائے توجہ لجنات اماء اللہ

لجنہ اماء اللہ کا سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع کے ساتھ ۲۴-۲۵-۲۶؍اکتوبر ۷۵ء کو منعقد ہوگا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

اجتماع کے موقعہ پر مجلس شوریٰ بھی منعقد ہوگی۔ اس کے لئے ایجنڈا تیار کرنا ہے لجنہ کی تنظیم اور ترقی کے بارے میں تجاویز ارسال کریں تاکہ ایجنڈا تیار کیا جائے۔ یہ تجاویز ۱۵؍اگست تک دفتر میں پہنچ جانی چاہئیں۔

ہر لجنہ کی طرف سے نمائندہ کا آنا ضروری ہے۔ چونکہ یہ عام جلسہ نہیں بلکہ صرف نمائندگان کا جلسہ ہوتا ہے اس لئے ذاتوات جو آئیں وہ اپنی لجنہ کے صدر کی تصدیقی چٹھی ضرور لائیں ورنہ ان کے قیام و طعام کی لجنہ ذمہ دار نہیں ہوگی۔

(آفس سیکرٹری لجنہ مرکزیہ)

پتہ درکار ہے

مکرم غلام محمد صاحب ولد شیخ عبدالرحمن صاحب (وصیت ۱۲۳۵۲) نے بمقام ماڑی کرم سنگھ والی ۵۰۶ جھنڈا گداء ضلع میرپورخاص سندھ سے مورخہ ۱۲/۶/۴۹ کو مبلغ ۵۰/- روپے ماہوار آمد پر وصیت کی تھی۔ ۳۱/۴/۵۱ تک ان کے پرشدہ فارموں کے مطابق ۲۰/- روپے بقایا حصہ آمد ہے۔ اس کے بعد نہ ہی اُن کی طرف سے کوئی رقم آئی ہے اور نہ ہی اُن سے رابطہ قائم ہو سکا ہے۔ اگر یہ اعلان وہ خود پڑھیں یا کسی صاحب کو ان کا علم ہو تو دفتر ہذا کو مطلع فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا بتیسواں ۳۲ سالانہ اجتماع

مجالس خدام الاحمدیہ اور جملہ اراکین خدام الاحمدیہ کی اطلاع کے لئے اعلان ہے کہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا سالانہ اجتماع امسال ۲۴-۲۵-۲۶؍اکتوبر بروز جمعہ۔ ہفتہ اتوار ربوہ میں منعقد ہوگا، انشاء اللہ العزیز۔

جملہ مجالس اور اراکین مجالس ابھی سے اس میں شمولیت کی تیاری شروع کر دیں۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

مرکزی امتحانات اطفال کے پرچے

ابھی بہت سی مجالس نے اطفال کے حل شدہ پرچے نہیں بھجوائے۔ قائدین کرام جلد بھجوائیں۔ جزاکم اللہ خیراً۔ (مہتمم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

شکریہ احباب

میرے محترم بڑے بھائی راجہ مبارک احمد صاحب آف ڈنگوں کی فوتیدگی پر بہت سے احباب نے تعزیت کے خطوط بھیجے ہیں۔ میں اُن سب کا شکریہ مرحوم کے بچوں اور اپنی طرف سے ادا کرتا ہوں۔ جزاھم اللہ خیراً۔

(راجہ ناصر احمد ڈرگ روڈ۔ کراچی)

دعائے مغفرت

۱۔ میری اہلیہ محترمہ فاطمہ بی بی صاحبہ مورخہ ۱۸؍جولائی کو ایک لمبی بیماری کے بعد وفات پا گئیں۔ اِنّا للہ وانّا الیہ راجعون۔ مرحومہ کی عمر ۸۰ سال تھی۔ پیدائشی احمدی نہایت مخلص، مہمان نواز، دعاگو اور سلسلہ کی بہت خدمت کرنے والی تھیں۔ خلیفہ وقت سے بہت محبت رکھتی تھیں۔ مرحومہ کی تمام اولاد شادی شدہ ہے اور بہت سے پوتے پوتیاں ہیں۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

(میاں احمد الدین پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ سید والہ خاص ضلع شیخوپورہ)

۲۔ خاکسار کے تایا جان چوہدری محمود احمد صاحب گوندل ابن چوہدری محمد خان صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سابق مقیم چک ۹۹ شمالی حال مقیم گوٹھ چوہدری سلطان احمد (سندھ) مورخہ ۱۲؍جولائی کو فالج کے شدید حملے سے وفات پا گئے۔ اِنّا للہ وانّا الیہ راجعون۔ مرحوم نے بطور یادگار ایک بیوہ، دو لڑکے اور پانچ لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ جن میں سے ایک لڑکا اور تین لڑکیاں شادی شدہ ہیں۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین

(مبشر احمد گوندل قائد مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد)

درخواست ہائے دعا

۱۔ میرا لڑکا عزیزم طاہر جاوید ملازمت کے سلسلہ میں پریشانیوں میں مبتلا ہے۔ احباب جماعت سے ان پریشانیوں کے دور ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(مقبول احمد بھٹی۔ واپڈا کالونی محکمہ نہر منڈی بہاؤالدین)

۲۔ میرے ماموں جان ڈاکٹر محمود احمد صاحب ۲/۱۴۔ ڈی ماڈل ٹاؤن لاہور پتھری کی وجہ سے بیمار ہیں اور میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں۔ احباب جماعت سے ان کی کامل صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(میاں جاوید عمر ابن میاں محمد عمر صاحب ریٹائرڈ ایس۔ پی۔ ساہیوال)

قائدین کرام! کیا آپ کی مجلس تدریجی بجٹ پورا کر چکی ہے؟ (مہتمم مال مرکزیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارے برادر اکبر قاضی محمد شریف مرحوم

(محترم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب ایم ۔ اے (کینٹب)

مرحوم ہم موجودہ بھائیوں میں سب سے بڑے گویا خاندان کے بزرگ تھے۔ ۸۵ برس کی عمر پائی۔ سب کے چہیتے، ہم سب کے 'بھاجی' اور ماشاء اللہ ایک بڑی تعداد کے لڑکوں اور لڑکیوں کے دادا یا نانا۔ ۲۱-۲۲ جولائی کی شب میں وفات پائی۔

بظاہر کئی عوارض سے دوچار، لیکن کبھی ایسے بیمار نہ ہوئے کہ خاندانی تقریبوں میں شامل نہ ہوتے ہوں یا ملاقاتیوں سے اپنے طرز اور مذاق کی مسلسل گفتگو نہ کرتے ہوں۔ آخری سالوں میں قریباً خانہ نشین ہو جانے کے باوجود علمی ذوق شوق اور خاندانی امور میں رہنمائی کی عملی تصویر بنے رہے۔ خاموش طبیعت اور نرم گفتار لیکن بیدار مغز اور نکتہ رس، ہر بات میں کوئی خاص نکتہ نکالنے کے اہل اور عادی۔

تلاوت قرآن پاک اور مطالعہ کتب سلسلہ و کتب علمیہ آخری عمر تک جاری رہا۔ یہاں تک کہ کالج اور بعد کے زمانہ کی پڑھی ہوئی کتابوں کو دوبارہ دیکھنے کا شوق بھی باقی رہا اور پلنگ کے اردگرد سبھی قسم کی کتابیں ان کے پاس رہتیں۔ ان کا مطالعہ عمیق اور باقاعدہ قسم کا ہوتا اور ٹائم ٹیبل کے مطابق۔ ۱۹۲۹ء میں جب میں ولایت سے واپس آیا تو اقبال کا جاوید نامہ ان کے زیر مطالعہ رہتا۔ اس کے بعد تفسیر کبیر اور تفسیر صغیر کے متعلق گفتگو رہنے لگی اور احمدیہ پاکٹ بک۔ اور پچھلے دنوں خاص طور پر بعض مسائل ان کی گفتگو کا موضوع ہوتے۔

آخری سال ہلال روڈ پر ڈاکٹر اختر محمود اپنے داماد اور بیٹی مبارکہ کے پاس رہے۔ آخری بیماری ہفتہ عشرہ میں کٹی۔ اس وقت ان کے بیٹے عزیزم بریگیڈیئر ارشد محمود اور جاوید اسعد بمعہ اور بے شمار عزیزوں کے اور سب سے بڑھ کر گویا ڈاکٹر اختر محمود مصروف خدمت رہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے اور مرحوم کو جنت میں اعلیٰ مقام نصیب کرے۔

موصی تھے لیکن راستوں کی خرابی کی وجہ سے ان کو امانتاً لاہور چھاؤنی میں دفن کرنا پڑا۔ نماز جنازہ مربی سلسلہ مولانا عبدالسلام صاحب نے پڑھائی۔ قبر تیار ہونے پر خاکسار نے دعا کرائی۔

خاکسار اور بعض دوسرے عزیزوں سے خاص تعلق محبت تھا۔ بے شمار باتیں یاد آرہی ہیں۔ وہ میٹرک کے بعد کالج میں داخل ہوئے (یہ ۱۹۰۸ء کی بات ہے) ہمارے گھر میں بڑی بڑی کتابیں ۔۔ انگریزی لٹریچر، سائنس، ریاضی، تاریخ کی کتابیں ۔۔ جمع ہونے لگیں۔ ان میں سے کئی ایسی جن کا اثر مستقل رہا۔ ہم بچے تھے، ان کے صفحات الٹ پلٹ کا دیکھا کرتے بھائی شریف صاحب سے ان کے متعلق سنا کرتے۔

امرتسر کے مشہور جلسہ تقریر میں جس میں مخالفین نے پتھراؤ کیا تھا آپ موجود تھے۔ ہمارے دوسرے بھائی اور عزیز بھی جو اس وقت جوان ہو رہے یا ہو چکے تھے موجود تھے۔ جب کبھی موقع ملتا تو اس جلسہ کا آنکھوں دیکھا حال ہم ان سے سنتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اچھی طرح دیکھا اور حضور کی باتیں سنی ہوئی تھیں۔ ایک ملاقات کا اکثر ذکر رہتا جبکہ حضور امرتسر سے بٹالہ والی ریل میں سوار ہو کر دوستوں سے مصافحہ کر رہے تھے ہمارے والد بزرگوار سب بڑے بچوں کو لے کر ریل میں حضور سے ملاقی ہوئے اور سب بچوں کا تعارف کرایا اور مصافحہ کرایا۔ آخری بیماری میں یہ بات تو بھاجی شریف صاحب کو بار بار یاد آتی، پھر گنتی کرتے کہ ہمارے خاندان میں کون کون ہیں جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مصافحہ کا شرف حاصل ہوا ہے۔

آپ نے ۱۹۱۱ء میں خالصہ کالج امرتسر سے بی۔ اے پاس کیا۔ اس وقت مسلمان گریجوایٹ خال خال ہوتے تھے۔ بڑی دھوم مچی۔ پھر علیگڑھ ایم۔ اے میں داخل ہوئے لیکن اصل غرض رڑکی انجنیئرنگ کالج میں داخلہ کی تیاری تھی۔ چنانچہ اس سال دو مسلمان منتخب ہونے والوں میں سے ایک وہ تھے۔ علیگڑھ کے زمانہ کا مستقل اثر ان کی طبیعت پر رہا۔ چنانچہ جب میں نے میٹرک پاس کیا تو مجھے بھی زور دے کر علیگڑھ بھجوایا۔ بعد میں محکمہ انہار میں ساری عمر ملازمت کی اور لائلپور سے ایگزیکٹو انجنیئر کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔

آپ کی درخشاں یادگار عزیزم ڈاکٹر میجر محمود احمد شہید مرحوم ہیں جنہوں نے ابتدائی دنوں میں شامل ہو کر قادیان میں اعلیٰ خدمات انجام دیں اور اپنے بہن بھائیوں اور خاندان کے دوسرے عزیزوں کے لئے ایک نمونہ اور نیک شہرت کا موجب بنے۔ عزیز مرحوم محمود احمد کی شہادت کا صدمہ ہمارے بھائی شریف صاحب نے بڑے صبر اور بڑی استقامت سے برداشت کیا۔ آپ نے ملازمت میں جو دیانت اور امانت اور خوش خلقی اور غریب پروری کا نمونہ قائم کیا وہ ہمیشہ یاد رہنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور ہم سب کو اپنے فضل اور رحم اور اپنے خاص انعاموں سے نوازے۔ آمین

بارھویں صدی ہجری

بزرگان سلف کے عقائد

حضرت محمد بن عبدالباقی بن یوسف مصری زرقانیؒ

حضرت محمد بن عبدالباقی بن یوسف مصری زرقانیؒ (متوفی ۱۱۲۲ھ/۱۷۱۰ء) مالکیہ فرقہ کے مستند امام اور مواہب اللدنیہ للقسطلانی کے نامور شارح تھے۔ آپ لفظ خاتم کی حقیقت پر بایں الفاظ روشنی ڈالتے ہیں:-

"الخاتَم ..... بفتح التاء وکسرها ..... امّا بفتحها فمعناه احسن الانبیاء خَلقاً و خُلقاً لانّه صلی الله علیه وسلم جمال الانبیاء کالخاتم الّذی یتجمّل به"

(زرقانی شرح مواہب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۱۶۳ مصری)

ترجمہ:- خاتم ت کی زبر اور زیر دونوں کے ساتھ استعمال ہوتا ہے لیکن زبر کے ساتھ جب یہ استعمال ہو تو اس کے معنے یہ ہوں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ظاہری اور روحانی بناوٹ اور اخلاق میں سب سے زیادہ حسین ہیں کیونکہ آپ جمال الانبیاء ہیں اس انگشتری کی مانند جس سے زینت و تجمل حاصل کیا جاتا ہے۔

اعلان داخلہ تعلیم الاسلام کالج ربوہ

فرسٹ ایئر (آرٹس - پری میڈیکل، پری انجنیئرنگ) میں داخلہ کے لئے درخواستیں مجوزہ فارم پر مع پروویژنل سرٹیفکیٹ، کریکٹر سرٹیفکیٹ، رزلٹ کارڈ اور پاسپورٹ سائز تین عدد فوٹو ۲۰ر اگست ۱۹۷۵ء تک کالج کے دفتر پہنچ جانی چاہئیں۔ طلباء کا انٹرویو ۱۸ر اگست تا ۲۷ر اگست صبح ۹ بجے سے ۱۲ بجے دوپہر تک ہوگا۔ انٹرویو کے وقت طالب علم کے والد یا سرپرست کا ساتھ آنا لازمی ہوگا۔ فارم داخلہ اور پراسپیکٹس کی کاپی کالج سے ملے گی۔

(پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ربوہ) I.P.L 2231

اخبار احمدیہ (بقیہ صفحہ اول)

دو آیات (آل عمران: ۱۰۴ تا ۱۰۶) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے بتایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و احسان ہے کہ اس نے ہمیں اس مہدی معہود کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق بخشی ہے جس کے ذریعہ موجودہ زمانہ میں غلبہ اسلام مقدر ہے اور جسے خود حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام بھیجا تھا۔ ہمیں اس عظیم نعمت کی قدر کرنی چاہیئے اور ہر قسم کے باہمی تفرقہ اور اختلافات سے بچتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کو حاصل کرنے کے لئے ہر وقت کوشاں رہنا چاہیئے رضائے الٰہی کے حصول کے ذرائع ہی وہ حبل اللہ ہے جسے ہم نے مضبوطی سے پکڑے رکھنا ہے اور اسکے نتیجہ میں اس باہمی اخوت و محبت کو ہر حالت میں برقرار رکھنا ہے جو خلافت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت میں قائم فرمائی ہے۔ خدا کرے کہ ہماری جماعت کے تمام افراد اس نصب العین کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں اور بنیان مرصوص بنکر غلبۂ اسلام کے لئے اپنی حقیر قربانیاں پیش کرتے چلے جائیں۔

خطبہ جمعہ کے بعد حضور کے ارشاد پر نماز جمعہ محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب نے پڑھائی۔ اور حضور نے آپ کی اقتداء میں نماز ادا فرمائی۔